رياض القدس

مؤلفہ:
آقائی صدرالدین قزوینی

ولی العصر ٹرسٹ

رياض القدس جلد اول

ریاض القدس

جلد اوّل

مؤلف

آقائی صدرالدین واعظ القزوینی

مترجم

مولانا سیّد ظل حسنین زیدی سرسوی مرحوم

پیش کش

سیّد محمد شبّر عباس بخاری مرحوم

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

انتساب

میں اپنی اس محنت کو اس امّ السّادات کے نام سے
منسوب کرتا ہوں جن کے تسبیح گزار ہاتھ چکی پیستے پیستے
رنگین ہو جاتے تھے اور جس کی خاموش آہوں سے
آج بھی عرشِ الٰہی لرز لرز جاتا ہے۔
مجھے امید ہے کہ رسول اعظم کی اکلوتی بیٹی میری اس
پیشکش کو دامن قبولیت میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

نام کتاب ——— ریاض القدس جلد اوّل
طابع ——— سیّد محمد شبّیر عبّاس بخاری
سال طبع ——— جون ۱۹۸۹ء
بار اوّل ——— ایک ہزار
بار دوم ——— جون ۱۹۹۳ء
ناشر ——— ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ
مطبع ——— ٹیک پرنٹرز لاہور
بار سوم ——— جون ۱۹۹۷ء
تعداد ——— ۲۵۰

——— اسٹاکسٹ ———

۱۔ ۹ع شیر شاہ بلاک۔ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
۲۔ افتخار بک ڈپو۔ اسلام پورہ۔ لاہور
۳۔ مکتبہ ولی العصر۔ ایچ بلاک۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

یزیدی برآری بتاج و کلاہ حسینی نشانی بخاک سیاہ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بابا جان نے یہ اشعار دو تین مرتبہ دوہرائے جب میں نے یہ اشعار مکرر سنے تو میں سمجھا کہ بابا جان اپنے قتل کی خبر سنا رہے ہیں مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔ لیکن سب مصیبت میں گرفتار تھے کون میری طرف متوجہ ہوتا۔ کہ اسی اثنا میں فاما عمتی زینبؑ فانھا سمعت ما سمعتھا ومن شان النساء الرقۃ والجزع فلم یتما لك نفسھا و ثبت تجر ثوبھا و انھا لحاسرۃ حتی انتھت الیہ۔ یعنی کہ میری پھوپھی اماں۔ میری بالین پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے بابا جان سے جب وہ اشعار سنے تو وہ بھی سمجھ گئیں کہ بھیا حسینؑ اپنے قتل ہونے کی خبر دے رہے ہیں۔ چونکہ آپ بوجہ عورت ہونے کے تاب ضبط برقرار نہ رکھ سکیں بلکہ گریہ گلوگیر ہو گیا۔ اور گریاں حالت میں میرے بابا جان کے پاس گئیں۔ اور جب شاہ زمن کے پاس پہنچیں تو اتنا کہا کہ واحسرتا اور غش کر گئیں پھر ہوش آیا تو فرماتی ہیں کاش کہ زینب آج زندہ نہ ہوتی آج نہ ماں فاطمہ زہراؑ ہیں اور نہ بابا علی مرتضٰیؑ ہیں زینب دکھ اٹھا رہی ہے امام حسینؑ نے بہن کو روتے دیکھا تو فرمایا صبر کن صبر کن اے بہن میں قتل ہوں گا تو اسیر ہو گی۔ اس وقت زینبؑ سمجھیں کہ میں اور اہل حرم اسیر ہوں گے۔

فرمایا: ؎

تو یتیمان مرا غم خوار باش

در بلا در شدائد یار باش

فقالت یا ویلتاہ افتغصب نفسك اغتصابا فذالك اقرح

بقلبی واشد علی نفسی حضرت زینبؑ نے بھائی سے مصائب سن کر ایک آہ جگر سوز کھینچی۔ اور فرمایا بھیا میں تمہارے مرنے کی خبر سننے کے لیے زندہ ہوں کاش کہ آج میں زندہ نہ ہوتی پھر آپ نے اپنے منہ پر طمانچہ مارے منہ پیٹنے لگیں۔ اس وقت زینب کو غش آگیا امام حسینؑ نے جس طرح بھی ہو سکا غش سے بیدار کیا۔

گریہ و بکاء جناب زینبؑ اور امام حسین علیہ السلام کا وصیت کرنا

امام حسینؑ نے فرمایا: یا اختاہ اتقی اللہ تعزی لعزاء اللہ اعلمی ان اھل الارض یموتون و اھل السماء لا یبقون۔ و انا کل شیء ھالك الا وجہ اللہ الذی خلق الخلق بقدرتہ و یبعث الخلق و یعودون وھو فرد وحید۔ اے بہن زینبؑ عزا برپا کرنا کیا معنی خدا کے نزدیک تو پسندیدہ شے یہ ہے کہ انسان یہ خیال رکھے کہ دنیا فانی ہے یہاں کی ہر ایک چیز آنی جانی ہے نہ اہل زمین رہیں گے اور نہ اہل آسمان سوائے نور جاوید یزدان کوئی باقی نہ رہے گا۔ (معصومین نے فرمایا ہے کہ ہم وجہ اللہ ہیں بنا بریں محمدؐ و آل محمدؐ کے لیے فنا نہیں ہے مترجم) وابی خیر منی، وامی خیر منی واخی خیر منی ولی ولکل مسلم برسولہ اسوۃ۔ یعنی اے بہن جد و پدر و مادر و برادر سب مجھ سے بہتر تھے جو دنیا سے چلے گئے۔ علی خیبر شکن جنہیں خدا نے اپنی قوت کا مظہر بنایا تھا۔ اب کہاں ہیں مادر

گرامیقدر جن کا حق عصمت ہے اب کہاں ہیں بھائی حسنؑ کہ جن کا خلق زبان زد خاص وعام ہے اب کہاں ہیں۔ و قال ما امنہ انی اقسمت علیک فابری قسمی الاتشقی علی جیبا ولا تخمشی علی وجھا ولا تدعی علی بالویل والثبور اذا انا ھلکت۔ اے بہن تمہیں پاک پروردگار کی قسم ہے۔ دل پر قابو رکھو گریہ وزاری نہ کرو۔ میرے لیے گریبان چاک نہ کرو تم صابرہ کی بیٹی ہو۔ اس کے بعد امام حسینؑ نے تمام اہلبیتؑ کو وصیت بالصبر فرمائی۔

مولف کہتے ہیں کہ حضرت زینب خاتون نے اپنے بھائی حسینؑ کی فرمائشات پر پورا پورا عمل کیا۔ سوائے شکر و صبر کوئی بات نہیں کی۔ لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ زینبؑ مجبور ہوگئیں اس وقت کہ جب کہ کوفہ کے دروازہ پر اسیروں کا قافلہ پہنچا اور حسینؑ کا سر مبارک نیزہ پر دیکھا اور بھائی کے چہرہ پر زخم دیکھے خون سے ریش مبارک بھری ہوئی دیکھیں۔ تو آپ سے ضبط نہ ہو سکا۔ فنطحت راسھا۔ ان معظمہ نے اپنا سر چوب محمل پر مارا۔ اور آپ کا چہرہ مبارک سے بھی خون جاری ہوگیا۔ لیکن اللہ بہتر جانتا ہے کہ زینب خاتون کا اس وقت کیا حال ہوا ہوگا کہ جب آپ کے لیے سر۔ اسیروں کے ہمراہ دربار یزید ملعون میں گئی ہیں۔ اس وقت آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ واہ محمداہ۔

الالعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

آخر شب عاشورا کے واقعات اور خواب امام حسین علیہ السلام

کتاب ریاض الاحزان میں کتاب المناقب کے حوالے سے درج ہے کہ السحر خفق الحسین علیہ السلام براسہ خفقۃ ثم استیقظ۔ ابن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ جب شب مہلت یعنی شب عاشورا کا تنہائی حصہ گزر گیا۔ اور امام حسینؑ مناجات واذکار خداوندی کرنے سے فارغ ہوئے اور امام حسینؑ پر نیند طاری ہوگئی۔ آپ نے عالم خواب دیکھا۔ اور ایک دم بیدار ہوئے تو دیکھا کہ چند اصحاب باوفا موجود ہیں۔ اور جب ان اصحاب نے امام حسینؑ کے چہرہ پر نظر کی تو آپ کے آنسو جاری تھے۔ اصحاب نے آہ بھری اس وقت امام حسینؑ نے فرمایا اے دوستو میری اور تمہاری شہادت یقینی ہے ؎

کہ مرگ علیؑ و اکبر و قاسم است۔

اے میرے اصحاب میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے جد رسولؐ خدا تشریف لائے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں۔ یا بنی انت شھید ال محمد وقد استبشر بک اھل السموٰت واھل الصفیح الاعلیٰ فلیکن افطارک عندی اللیلۃ عجل ولا تؤخر۔ یعنی اے پسر من تو شہید آل محمدؐ ہے۔ اور تجھ کو مژدہ ہو کہ ملائک اعلیٰ آسمانوں پر تیرا انتظار کر رہے ہیں اور کل شب تیری فاقہ شکنی میرے پاس ہوگی اے حسینؑ شہادت میں تاخیر نہ کرو۔

مولف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ اے حسینؑ شب گیارہویں محرم تو

عمرو بن حجاج کی کمک کرنے کے لیے مامور کیا۔ اور ایک دوسرا حرملہ لعین کو سونپا اور اس کو شمر ملعون کی کمک کے لیے مخصوص کیا۔ عمر بن سعد خود قلب لشکر میں رہا اور اس نے اپنا خاص علم اپنے غلام ورید کو دیا۔ اور اپنا تیر و کمان اپنے پسر حفص کی سپرد کیا اور اسے بھی قلب لشکر میں بھیجا۔ حصین بن نمیر لعین کو کمان داروں کا سردار مقرر کیا اور ان کی طرف بھیجا۔ محمد اشعث کو لشکر سنگ اندازان کا سالار بنایا (سنگ اندازہ فوج تھی کہ جو پتھر مارتی تھی) ابو ایوب غنویرا کو بیلداروں پر مقرر کیا۔ مختصر یہ ہے کہ اس نے ہر ایک کمینہ اور ظالم کو سرداری پر فائز کیا۔ بعدہٗ ابن سعد بدبخت خود اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ لشکر کو امام حسین علیہ السلام پر حملہ کرنے کے لیے حرکت دی۔ اور اس کے دائیں بائیں طرف لشکر جرار ہمراہ تھا۔ جب گرد و غبار اٹھا۔ طبل و ناقوس کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اور فوج ناہنجار کی ہاؤ ھو کی صدائیں گونجنے لگیں تو اس وقت دین اسلام گویا کف افسوس ملنے لگا۔ رخ جبرئیل سے رنگ اڑنے لگا۔ کیونکہ اعدائے دین کشتی دین کو غرق کرنا چاہتے تھے۔ اور یہ لشکر کشی فرزند رسول خدا کے قتل کرنے کے لیے تھی۔

امام حسینؑ کا اہلحرم کو تلقین صبر کرنا

کہ دل بر گرفت از جہان تا خدا
ہمی یا علیؑ گفت و یا مصطفےٰؐ

اس وقت ہنگامہ جنگ دیکھ کر لشکر حق رنجیدہ ہو رہا تھا اس لیے کہ نہ معلوم کیسے کلمہ گو میں کہ حسین سبط رسول خدا، امام ہدیٰ۔ ناخدائے سفینۂ اہلبیتؑ و عترت

رسول خدا کے قتل کے درپے ہیں سب ہی نے یک زبان ہو کر یا علیؑ کہا اور یا مصطفےٰؐ کہا اور اپنے سینے ان ظالموں کے تیروں کا نشانہ بنا دیئے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وقت ہمارے بابا خیمہ کے سامنے تشریف فرما تھے۔ اور لشکر ضلالت پیش نظر تھا۔ آپ نے خداوند عالم کی بارگاہ میں مناجات کرتے ہوئے عرض کیا اللھم انت ثقتی فی کل کرب ورجائی فی کل شدۃ ---- الخ

یعنی آپ نے فرمایا اے اللہ مجھے تیری ذات کا سہارا ہے۔ مجھے استواری تیری ذات سے ہے ہر کرب و رنج و بلا میں تو ہی میرا سہارا ہے۔ امام حسینؑ مشغول مناجات تھے اور خیام میں اہلحرم گریہ و بکا کر رہے تھے علامہ کتاب بیان میں لکھتے ہیں کہ آل رسول میں ایک قیامت برپا تھی۔ آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا حالت متغیر ہو رہی تھی عورتیں سر و سینہ پیٹ رہی تھیں۔ یہ حالت دیکھ کر امام حسینؑ نے ان سے فرمایا کہ اے اہلحرم یہ کیا حالت ہے۔ صبر کرو صبر کرو۔ ابھی تو ہم سب زندہ ہیں اور بعد عصر جب ہم شہید ہو جائیں گے تو پھر نوحہ و ماتم کرنا۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

روز عاشورا دونوں لشکروں کا بالمقابل صفیں باندھنا

روایت ہے کہ روز عاشورا محرم بوقت اول طلوع آفتاب۔ لشکر حضرت امام حسین علیہ السلام اور عمر بن سعد بدنہاد کے لشکر نے ایک دوسرے کے مقابل صف آرائی کی۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام نے بھی اپنا مرکب (گھوڑا) طلب کیا۔ غلام حضرت۔ ذوالجناح کو لے کر حاضر ہوا۔ ذوالجناح نے زبان بے زبانی سے الصباح بالخیر کہا۔ محمد بن ابی طالب الموسوی سے بحار میں منقول ہے فقرب الی الحسین